مادرِ رحم میں جنین اور قرآنی تشریحات

سائنسدان کا تحیر

یہ دو برس پہلے کی بات ہے ٹورنٹو یونیورسٹی کے ایک ماہر جنینیات ایک غیر معمولی سائنسی مشن پہ سعودی عرب گئے۔ ان سے قرآن کی چند آیات کی تشریح میں مدد چاہی گئی تھی۔

یہ ڈاکٹر کیتھ مور تھے اور اولین ٹسٹ ٹیوب بچے کی پیدائش کے محقق ڈاکٹر ایڈورڈ نے بھی ان کی توضیحات کی تصدیق کر دی تھی۔ ان دونوں سائنسدانوں نے مسلم علماء کو آیات قرآنی کے بارے میں اپنی دریافت سے دنگ کر دیا تھا۔ وہی قرآن جسے مسلمان تیرہ سو برس سے حفظ کرتے چلے آرہے ہیں۔

جو انہوں نے دریافت کیا وہ یہ تھا کہ قرآن میں انسانی جنین کا جو نظریہ بیان کیا گیا ہے وہ اب ایک ناقابلِ تردید صداقت بن کر سامنے آیا ہے۔ اور یہ کہ مغربی محققین پہ اس حقیقت کا انکشاف ۱۹۴۰ء میں ہوا۔ اس ضمن میں زیادہ تر معلومات تو محض گذشتہ پندرہ برس میں سامنے آئی ہیں۔

ڈاکٹر کیتھ مور ٹورنٹو یونیورسٹی کے شعبہ تشریح الاعضاء کے چیئرمین ہیں۔ تخلیق انسانی سے بحث کرنے والی آیات قرآنی پر اپنا خصوصی مقالہ پیش کرتے ہوئے انہوں نے کہا۔

"مجھے اس بات نے ورطۂ حیرت میں ڈال دیا جب مجھے یہ پتہ چلا کہ قرآن نے ساتویں صدی عیسوی میں جو حقائق پیش کئے وہ کس قدر درست اور سائنسی صداقتوں کے حامل ہیں۔"

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن ساتویں صدی عیسوی میں خدا کی طرف سے اپنے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا گیا۔ اس کے بعد انہوں نے اسلام دنیا کے سامنے پیش کیا۔ آج اسلام ہی دنیا کا سب سے بڑا مذہب ہے

یاد رہے کہ ڈاکٹر مور یونائیٹڈ چرچ کے ممبر اور ایک بڑے پادری کے بیٹے ہیں۔ وہ اپنے عقیدے پر مطمئن ہیں اور ایک ملاقات میں بتا چکے ہیں کہ اسلام قبول کرنے کا ان کا کوئی ارادہ نہیں۔ ڈاکٹر مور کہتے ہیں کہ میں نے بائبل کے عہد نامہ قدیم اور جدید کا تجزیہ بھی کیا ہے۔ لیکن قرآنی آیات سے ان کی کوئی مماثلت نظر نہیں آتی۔ جنینیات پر ان کی دو تصنیفات معیاری درسی کتب کا درجہ رکھتی ہیں۔ اور دنیا کی مختلف زبانوں میں ان کے ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔ ڈاکٹر مور کہتے ہیں کہ جنین کے ابتدائی ۲۸ روز میں نمو کے متعلق قرآنی آیات نے جو حقائق بیان کئے ہیں وہ اتنے صحیح ہیں کہ انسانی عقل کو تعجب میں ڈال دیتے ہیں۔ ڈاکٹر مور کو یقین ہے کہ:-

" قرآن کی آیات اور پیغمبرِ اسلام کے مجھے فرامین مذہب اور سائنس کے درمیان مدتوں سے حائل خلیج کو پاٹنے میں مدد کر سکتے ہیں "

جب ان سے پوچھا گیا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ خام جیر جاڑ کے نتیجے میں یہ معلومات سامنے آگئی ہوں تو انہوں نے کہا کہ اس مرحلے پر جنین کی جسامت ایک ملی میٹر کے دسویں حصے میں زیادہ نہیں ہوتی - یہ انسانی آنکھ کو ایک چھوٹے سے نقطے کی شکل میں نظر آتا ہے - اس کی شناخت ایک طاقت ور خوردبین کے بغیر ممکن نہیں اور یہ بات اپنی جگہ تسلیم شدہ ہے کہ سترھویں صدی عیسوی سے پہلے خوردبین ایجاد نہیں ہوئی تھی -

دو برس پہلے ڈاکٹر کیتھ مور کو جدہ کی شاہ عبد العزیز یونیورسٹی نے مدعو کیا تھا - ان کے علاوہ ڈاکٹر رابرٹ ایڈورڈ رانہ کو بھی بلایا تھا - یہ وہی ڈاکٹر رابرٹ ہیں کہ جن کے کیمرج یونیورسٹی میں کئے گئے تجربات کی بدولت پہلے ٹیسٹ ٹیوب بچے کی پیدائش عمل میں آئی - ان کے علاوہ ڈاکٹر ڈی این پرشاد اور ڈاکٹر مارشل جانسن بھی مدعوئین میں شامل تھے -

ڈاکٹر مور کہتے ہیں کہ اس موقعہ پر منعقدہ کانفرنس کے علماء نے ان چاروں ماہرین کو قرآن کی متعدد آیات کے انگریزی میں تراجم پیش کئے اور ان سے رائے مانگی کہ آیا ان کو کوئی سائنسی تعبیر ہو سکتی ہے ؟ ایک آیت جو پیش کی گئی تھی وہ یہ ہے :-

" وہ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں تین تاریک پردوں کے اندر تمہیں ایک کے بعد ایک شکل دیتا چلا جاتا ہے " (الزمر ٦)

ڈاکٹر مور کہتے ہیں کہ ان تین تاریکیوں سے مراد پیٹ کی دیوار، رحم مادر کا پردہ اور بچے دانی کی اندرونی جھلی ہے - ایک دوسری آیت میں بتایا گیا ہے کہ بعد میں بوند کو خون کے لوتھڑے "مضغہ" میں تبدیل کر دیا جاتا ہے - عربی میں مضغہ کا لفظ جونک کے لئے آیا ہے -

ڈاکٹر مور اور دوسرے ماہرین کا خیال ہے کہ عرب میں پائی جانے والی جونک اور ۲۴ دن کے جنین میں حیرت انگیز طور پر مشابہت پائی جاتی ہے نہ صرف یہ کہ اس مرحلے پر جنین رحم کی دیوار سے جونک کی طرح لپٹ جاتا ہے -

آگے کی ایک آیت کہتی ہے کہ یہ جونک نما نقطہ بعد میں چبائی ہوئی چیز کی شکل اختیار کر لیتا ہے - اس مرحلے پر جنین کی شکل کی وضاحت کرنے کے لئے ڈاکٹر مور نے پلاسٹک کی ایک چھوٹی سی چیز تیار کی اور پھر اسے اپنے دانتوں سے چبایا اور پھر اسے بتایا کہ ۲۸ روز کے جنین کی شکل ہو بہو ایسی ہوتی ہے اور اس پر جو نشانات پائے جاتے ہیں وہ بھی دانتوں کے نشانوں کے مماثل ہوتے ہیں - اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے

باقی ص ۱۹ پر

ڈاکٹر محمد رشید صاحب فاروقی۔ نائیجیریا

قسط دوم

اسلام کا تصورِ حلال و حرام

مشتبہات | حلال مطلق اور حرام محض کے بعد مشتبہات وہ امور ہیں جن کی حلت یا حرمت واضح نہ ہو۔ یا حلال اور حرام آپس میں ایسے مختلط ہوں کہ حلال کو حرام سے اور حرام کو حلال سے جدا کرنا ناممکن ہو جائے۔ یا حلال اشیاء کی حلت میں کسی وجہ سے شبہ پڑ جائے۔

صاحب دائرۃ المعارف مشتبہات کی تعریف ان الفاظ سے کرتے ہیں۔

والمشتبہ مالیس بواضح الحل والحرمۃ مما تنازعتہ الادلۃ وتجاذبتہ المعانی والاسباب فبعضھا یعضدہ دلیل الحرام وبعضھا دلیل الحلال ولذلک قیل المشتبہ ما اختلف فی حل اکلہ وقیل انہ اختلاط الحلال والحرام وحکم ھذا انہ یخرج قدر الحرام ویاکل الحلال عند کثیر من العلماء سواء قل الحرام او کثر[1]

یعنی مشتبہ وہ ہے جس کی حلت و حرمت، دلائل، اسباب اور معانی کے اختلاف و اختلاط کی وجہ سے واضح نہ ہو۔ بعض اسباب و معانی حرام کی دلیل پیش کرتی ہوں اور بعض حلال کی۔ اسی وجہ سے کسی نے کہا کہ مشتبہ وہ ہے جس کے کھانے کی حلت میں اختلاف ہو۔ اور کسی نے کہا کہ یہ حلال و حرام کا اختلاط ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک اس کا حکم یہ ہے کہ بمقدار حرام نکال کر حلال کو کھایا جائے چاہے حرام کم ہو یا زیادہ۔

امام غزالیؒ مشتبہات کی بڑی تفصیل لکھتے ہوئے مختلف وجوہ سے ان کے کئی اقسام بتاتے ہیں۔ مثلاً وہ جن کی حرمت پہلے سے معلوم ہو پھر اس کے سبب المحلل میں شک پڑ جائے۔ اور وہ جن کی حلت معلوم ہو لیکن اس کی سبب محرم میں شک پڑ جائے۔ اور حرام و حلال میں تمیز کرنا دشوار ہو جائے۔ یا سبب محلل کے ساتھ کوئی گناہ ملحق ہو جائے یا حلت و حرمت کے دلائل میں اختلاف پڑ جائے۔[2]

---

[1] دائرۃ المعارف للبستانی ج ۷ ص ۳۴۳ [2] احیاء علوم الدین کتاب الحلال والحرام، باب فی مراتب الشبہات ج ۲ ص ۲۹

علامہ بدر الدین عینی مشتبہات کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں ۔

وبینھما امور مشتبہات ، ای الوسائط التی یکتنفھا دلیلان من الطرفین بحیث یقع الاشتباہ ویعسر ترجیح دلیل احد الطرفین[۱]

یعنی مشتبہات وہ درمیانے امور ہیں جو دونوں طرف (یعنی حلال وحرام) سے دلائل رکھتے ہوں ۔ اور اس طور سے ان میں شبہ واقع ہوجائے کہ کسی ایک طرف کی دلیل کو ترجیح دینا مشکل ہوجائے ۔

مشتبہات کا حکم[۲] | مشتبہات کے حکم میں اختلاف رہا ہے کسی نے ان کو حرام کہا تو کسی نے مکروہ ۔ کسی نے حرام یا مکروہ کوئی بھی نام دئے بغیر صرف اتنا کہا کہ اس سے بچنا تقویٰ ہے ۔

صاحب عمدۃ القاری لکھتے ہیں کہ امام المازریؒ نے فرمایا ۔ المشتبہات المکروہ لایقال فیہ حلال و حرام بیّن یعنی مشتبہات مکروہات ہی ہیں ان کو حلال وحرام نہیں کہا جا سکتا ۔

خطابیؒ نے ایک مثال دیتے ہوئے مشتبہ کو مکروہ قرار دیا ۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں جب کسی کے مال میں شبہ ہو کہ اس میں سود کا اختلاط ہوگیا ہے تو اس کا معاملہ مکروہ ہوجاتا ہے ۔

قرطبیؒ نے کہا کہ مشتبہات کے حکم میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے کسی نے کہا کہ یہ حرام ہیں کیونکہ یہ حرام میں پڑ جانے کا باعث ہوتے ہیں اور کسی نے کہا کہ یہ حرام ہے ۔ کیونکہ یہ حرام میں پڑ جانے کا باعث ہوتے ہیں اور کسی نے کہا کہ یہ مکروہ ہیں اور اس کو ترک کرنا تقویٰ ہے کسی نے کہا کہ ان دونوں میں سے کوئی بھی نام نہیں دیا جاتا ۔ لیکن یہ دوسری بات صحیح ہے کیونکہ شریعت نے اسے حرام سے نکال دیا ہے ۔ پس یہ ایسی چیز ہے جو مشکوک ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے :-

"دع ما یریبک الی ما یریبک" (یعنی جو تجھے شک میں ڈالے اسے چھوڑ دو اور جو شک میں نہ ڈالے اُسے اختیار کرو) یہی تقویٰ ہے ۔

کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ حلال ہیں لیکن تقویٰ یہ ہے کہ اس سے بچا جائے ۔ اس قول پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ قرطبی نے کہا ہے کہ یہ عبارت صحیح نہیں کیونکہ حلال کا ادنیٰ ترین درجہ یہ ہے کہ اس کا فعل اور ترک دونوں برابر ہوں ۔ اس طرح یہ مباح ہوجاتا ہے ۔ جس سے بچنا تقویٰ تصور نہیں کیا جاتا ۔ لیکن اگر کسی چیز کا فعل و ترک ایک دوسرے پر قابل ترجیح ہوں تو اس صورت میں وہ مباح کی تعریف سے نکل جاتی ہے ۔ اس صورت میں اگر "ترک" راجح ہو "فعل" پر تو وہ

---

[۱] عمدۃ القاری کتاب الایمان ۔ باب فضل من استبرأ لدینہ وعرضہ [۲] "مشتبہات کا حکم" کے تحت ساری بحث عمدۃ القاری کی تفصیل کا اجمال ہے ملاحظہ ہو ج ۱ ۔ کتاب الایمان ۔ باب فضل من استبرأ لدینہ ص ۲۹۹ ، ۳۰۰

چیز مکروہ ہوتی ہے اور "فعل" راجح ہو "ترک" پر تو وہ چیز مستحب ہوتی ہے

حلال و حرام کے ان واضح احکامات کے بعد کسی طرح بھی یہ جائز نہیں کہ محض خود ساختہ حیلے بہانوں سے اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کر دینے کی کوشش کی جائے۔ یہ کھلی منافقت رہے | حلال و حرام کے ان واضح احکامات کے بعد کسی طرح بھی یہ جائز نہیں کہ محض خود ساختہ حیلے بہانوں سے اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کر دینے کی کوشش کی جائے۔ یہ کھلی منافقت رہے

جو چیز اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے حرام قرار دی ہے وہ قیامت تک حرام ہی رہے گی۔ دنیا کی کوئی طاقت اسے جائز اور حلال نہیں کہہ سکتی۔ یہودیوں نے جھوٹے حیلے بہانوں سے یہ حرکت کی تھی جن پر اللہ تعالیٰ کی لعنت نازل ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کی مثال دیتے ہوئے امت مسلمہ کو وصیت کی

"لا ترتکبوا ما ارتکب الیہود وتستحلوا محارم اللہ بادنی الحیل"[1]

یعنی تم ہرگز وہ کام نہ کرنا جو یہود کیا کرتے تھے کہ معمولی حیلے بہانوں سے اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو حلال بنانے پھرو۔

جو چیز حرام ہے ایک بادشاہ، حکمران اور صاحب اقتدار کے لئے وہی چیز غریب کے لئے بھی حرام ہے جو چیز مقتدی کے لئے حرام ہے وہ چیز امام کے لئے بھی حرام ہے۔ اسلامی احکام پر عمل کے اعتبار سے کوئی امتیاز نہیں۔ عرب و عجم۔ سرخ و سفید۔ اعلیٰ و ادنیٰ۔ امیر و غریب سب کے لئے اللہ کے محارم حرام ہی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ اشیاء حلال ہی ہیں کوئی کسی حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہیں کہہ سکتا۔ اس لئے کہ ہر چیز کی حلت و حرمت کا مدار خدا اور رسول کا حکم ہے۔ نہ کسی کی ذاتی حیثیت و شان جو چیز ایک کے لئے حرام ہے وہ دوسرے کے لئے بھی حرام ہے۔ شریعت کی نظر میں حرام کاری حرام ہی ہے چاہے اس کا اثر مسلمان پر پڑے یا کافر پر۔ مثلاً چوری حرام ہی ہے چاہے وہ مسلمان کے گھر سے ہو یا کافر کے گھر سے۔ ظلم و تعدی۔ دھوکہ و دغا۔ منافقت و بے ایمانی حرام ہی ہیں جس کسی کے ساتھ بھی ہو۔ شریعت کی نظر میں برائی برائی ہی ہے۔ موقع و محل اس کا کوئی بھی ہو۔ شکل و صورت اس کی جیسی بھی ہو۔ کسی کی نیت کتنی ہی اچھی کیوں نہ ہو۔ لیکن وہ نہ حرام کو حلال ٹھہرا سکتا ہے اور نہ حلال کو حرام ٹھہرا سکتا ہے۔

حرام کے جملہ ذرائع بھی حرام ہوتے ہیں۔ چوری۔ بدکاری۔ رہزنی۔ قتل و ڈکیتی جس طرح حرام ہیں اسی طرح ان کی مدد و معاونت بھی حرام ہے۔ شراب کا بنانا۔ بیچنا اور تقسیم کرنا بھی اتنا ہی حرام ہے جتنا کہ اس کا پینا۔ سود لینا حرام ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس کا دینا۔ اس کی کتابت کرنا۔ اس کی گواہی دینا اور ایجنٹی کرنا بھی اتنا ہی حرام ہے جتنا کہ اس کا لینا اور کھانا۔

---

[1] بحوالہ بیسس آف شریعہ ص ۵۹۹

احکام الٰہیہ کے ساتھ کھیلنا اور انہیں اپنی خواہشات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرنا صریحاً حرام ہے پچھلی قوموں کو اسی جرم کی پاداش میں سخت ترین عذاب دیئے گئے۔ قرآن حکیم یہودیوں کی مثال سے سمجھاتا ہے کہ انہیں کہا گیا کہ ہفتے کے دن مچھلی کا شکار مت کرو۔ لیکن انہوں نے اس حرام کاری کو اپنے لئے ایک چالبازی سے تبدیل کرنا چاہا۔ چنانچہ وہ جمعہ کے دن گڑھے کھودا کرتے تھے تاکہ ان کے اندر مچھلیاں آکر جمع ہوسکیں اور وہ اگلے دن آسانی سے انہیں پکڑ سکیں۔ اس خلاف ورزی پر اللہ تعالیٰ نے انہیں پکڑ لیا اور ایک عبرت ناک عذاب میں مبتلا کیا[۱]

بڑے افسوس کا مقام ہے کہ آج ملت اسلامیہ کے اندر بھی ایسے لوگ پیدا ہوگئے ہیں جنہوں نے یہودیوں کے نقش قدم پر چل کر احکام الٰہیہ کے ساتھ کھیلنا شروع کر دیا ہے یہ لوگ جعلی اور خود ساختہ حیلے بہانوں سے ان چیزوں کو حلال ٹھہرانے کی کوشش کررہے ہیں۔ جو قرآن وسنت میں صریحاً حرام ٹھہرائی گئی ہیں۔ دور حاضر میں اس طرح کے مسلمانوں کے لئے دو چیزوں میں زیادہ کشش ہے ایک شراب خوری اور دوسرے سود خوری۔ شراب اور خمر کو وسکی اور بیئر جیسے خوبصورت نام دے کر بے دریغ پیتے ہیں۔ اور جواز کے فتوے صادر کرتے ہیں۔ اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی حرف بحرف ثابت ہورہی ہے۔

"یستحلن طائفۃ من امتی الخمر یسمونھا بغیر اسمھا"[۲]

یعنی میری امت میں ایک گروہ ایسا اٹھے گا جو شراب کو دوسرے نام دے کر حلال ٹھہرائے گا۔

ایسا ہی سود کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

"یاتی علی الناس زمان یستحلون الربا باسم البیع"[۳]

یعنی ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ سود کو بیع وتجارت کے نام سے حلال ٹھہرائیں گے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ | کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اس زمانے میں حلال کا تصور ہی ناممکن ہے اس لئے کہ جملہ وسائل رزق پر حرام کا غلبہ ہے۔ لہٰذا جو کھایا جا رہا ہے وہ حرام ہی ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ بسا اوقات دین دار لوگ اس طرح کا خیال ظاہر کرتے ہیں۔ حالانکہ شریعت کی رو سے یہ بات سراسر غلط ہے۔

صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ان اللہ تعالیٰ طیب لا یقبل الا طیباً۔ وان اللہ امر المؤمنین بما امر بہ المرسلین فقال تعالیٰ

---

[۱] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو معارف القرآن مفتی محمد شفیعؒ سورہ البقرہ آیت ۶۵۔ سورہ الاعراف آیت ۱۶۳، ۱۶۶ [۲] مسند احمد بن حنبل

[۳] نبیین الشریعہ ص ۵۷۰ بحوالہ اغاثۃ اللھفان ج ۱ ص ۳۵۲